حسرتؔ کی صحافت

ثمرین شفیق احمد

شعبہ اردو، ایم ایس جی کالج، مالیگاؤں، کیمپ۔ ناسک، مہاراشٹر۔ انڈیا

سیدالاحرار، امام المتغزلین مولانا حسرتؔ موہانی کا اصل نام سید فضل الحسن تھا۔ شاعری میں حسرت؟ تخلص اختیار کیا۔ آپ کی ولادت باسعادت ۱۸۸۱ء کو ہوئی۔ آپ کا آبائی وطن ضلع اناو؟ (یوپی) ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام علی موسیٰ رضا تک پہنچتا ہے۔ حسرتؔ کی ابتدائی تعلیم موہان میں ہوئی۔ وہیں سے انہوں نے مڈل کا امتحان پاس کیا اور اس کے بعد مزید تعلیم کیلئے حسرت؟ فتح پور گئے اور وہاں سیانہوں نے میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ 1903 میں انہوں نے بی اے کی تعلیم مکمل کی، سید سجاد حیدر یلدرم اور مولانا شوکت علی ان کے خاص ساتھیوں میں سے تھے۔ حسرت؟ نے عربی کی تعلیم مولانا سید ظہورالاسلام اور فارسی کی تعلیم مولانا نیاز فتح پوری کے والد محمد امیر خان سے حاصل کی۔

حسرتؔ موہانی اردو کی وہ شخصیت ہیں جو بہ یک وقت صحافی، سیاستداں، مجاہد آزادی اور شاعر تھے۔ انھوں نے ان تمام ہی شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دیئیانھوں نیاپنی سیاست، شاعری اور انگریزوں کی مخالفت کے لیے صحافت ہی کو وسیلہ بنایا۔ انھوں نے دو رسالے "اردوئے معلی""، تذکرۃ الشعرا" اور ایک اخبار "مستقل" نکالا۔ انھوں نیدونوں رسالوں اور اخبار کے ذریعیاردو صحافت کو پائدار کیا۔ خیال رہے کہ معرکہ؟ حق وباطل میں حق کی حمایت کے صلے میں حسرتؔ کو بارہا جیل کی صعوبتیں اٹھانی پڑیں، گھریلو مسائل سیبنبر دآزما ہونا پڑا لیکن کبھی بھی حسرتؔ کا جذبہ جواں مردی کم نہیں ہوا بلکہ ان کا یہ جذبہ قید و بند کی صعوبتوں میں بھی نکھرتا گیا اور اسی جذبے نے انھیں وہ مقام عطا کیا جہاں پر آج ہمیں اردو کے چند ہی صحافی نظر آتے ہیں۔

حسرتؔ کی صحافت پر کچھ لکھنے سے قبل یہ ضروری ہے محسوس ہوتا ہے کہ صحافت کے معنی ومفہوم پر روشنی ڈالی جائے۔ صحافت یہ لفظ عربی زبان سے نکلا ہے جس کی اصل صحف یا صحیفہ ہے جس کے معنی کتاب اور جریدہ کے ہیں۔ چھ صحافیوں اور اساتذہ نے صحافت کی تعریف بیان کرنے کی کوشش کی ہے جبکہ مختلف انسائیکلوپیڈیا میں بھی صحافت کی تعریف یا مفہوم درج ہے۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں صحافت کے معنی اس طرح دیئے گئے ہیں۔ ''جدید عربی میں اخبار کے لئے ''جریدہ'' کی اصطلاح مستعمل ہے۔ اس کا مترادف صحیفہ ہے جو بصورت واحد کم استعمال ہوتا ہے لیکن اس کی جمع ''صحف'' کا استعمال جرائد کی بہ نسبت عام ہے۔'' اردو انسائیکلوپیڈیا (جلد سوم) میں صحافت کا مفہوم یوں درج ہے۔۔۔۔

''اخبارات ورسائل اور خبر رساں اداروں کے لئے خبروں اور خبروں پر تبصروں وغیرہ کی تیاری کو صحافت کا نام دیا جاتا ہے''۔

صحافت کی تعریف ہر ایک نے اپنے اپنے انداز میں کی ہے لیکن صحافت کی تعریف فن صحافت کی عمدہ امریکی کتاب ''ایکسپلورنگ جرنلزم'' کے مطابق یہ ہوگی کہ۔۔۔۔

''صحافت جدید وسائل ابلاغ کے ذریعہ عوامی معلومات، رائے عامہ اور عوامی تفریحات کی باضابطہ اور مستند اشاعت کا فریضہ ادا کرتی ہے''۔

اب آیئے حسرتؔ موہانی کی صحافت پر نظر ڈالتے ہیں۔ حسرتؔ موہانی جب بی اے کے امتحان سے فارغ ہوئے اسی وقت انھوں نے "اردوئے معلی" کے لیے ڈکلریشن داخل کر دیا تھا رسالے کا نام ''اردوئے معلی'' رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ حسرتؔ کالج میں ''بزمِ اردوئے معلی'' کے معتمد تھے سو انھوں نے یہ نام اپنے رسالے کا رکھا، ابتدا میں اس رسالے کی قیمت سالانہ چار روپے تھی جبکہ فی پرچہ قیمت پانچ آنہ تھی خیال رہے کہ اس دور میں یہ رسالہ ۸۴ صفحات پر

مشتمل ہوتا تھا۔1903 سے یہ رسالہ دو قسم کے کاغذ پر نکلنے لگا، قسم اول کی قیمت چار روپے سالانہ اور دوسری قسم کی قیمت دو روپے چار آنہ سالانہ تھی لیکن اکتوبر 1990 سے 1913 تک یہ رسالہ صرف چوبیس صفحات پر مشتمل ہوتا تھا اور اس کی قیمت ایک روپیہ سالانہ تھی اس زمانے میں حسرتؔ نے اس میں شعرا کے دواوین کا سلسلہ شروع کیا جس کے تحت وہ ہر شمارے کے ساتھ ایک ضمیمہ شائع کرتے اور اس ضمیمے میں وہ کسی ایک شاعر کے کلام کا انتخاب شائع کرتے تھے خیال رہے کہ اس سلسلے کیتحت حاتمؔ، سوزؔ، مصحفیؔ، جراتؔ، قائمؔ، میر حسنؔ وغیرہ کے کلام محفوظ ہوئے۔اس ضمیمے کے ساتھ رسالے کی قیمت دو روپیہ سالانہ تھی خیال رہے کہ اسی ضمیمہ کا نام" تذکرۃ الشعرا" تھا۔مختلف وقتوں میں" اردوئے معلی" کی قیمت اور صفحات کی تعداد میں کمی زیادتی ہوتی رہی۔

آج کل جو اخبارات نکالے جاتے ہیں انکے مقاصد پر نظر ڈالی جائے تو ان کا بنیادی مقصد اصلاح معاشرہ ہوتا ہے لیکن جب ہم ان کی عملی کاروائیوں کا مشاہدہ کرتے ہیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ وہ اپنےمقاصد پر گامزن نہیں ہیں لیکن جب اسی نقطہ ؟ نظر سے ہم جب اردوئے معلیٰ" کا جائزہ لیتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ حسرتؔ کے لیے یہ ایک اعلیٰ مقاصد کی تکمیل کا ذریعہ تھا، ان کی صحافت مقصدی صحافت تھی۔انھوں نے علی گڑھ سے" اردوئے معلیٰ" نکالا، جس کا پہلا شمارہ جولائی 1903 کو شائع ہوا، اردوئے معلیٰ بیک وقت سیاسی و ادبی رسالہ تھا، یہ وہ رسالہ تھا جس میں مختلف نوع مضامین ہوتے تھے جو زندگی کے تمام مکاتب فکر کی ترجمانی کرتے تھے۔اردوئے معلیٰ نے آداب و اخلاق سکھائے، شائستگی کے اُصولوں سے ہمکنار کیا اور شعر و ادب کے نکات سےعوام کو آشنا کیا۔"اردوئے معلیٰ" کے ذریعے حسرتؔ نے ملک کے نوجوانوں کو بیدار کیا اور ان کے سیاسی اور ادبی شعور کی پختگی کی۔"اردوئے معلیٰ" تین بار جاری ہوا اور بند ہوا۔ چالیس سال تک اس ادبی رسالے کو جاری رکھنا ایک عظیم خدمت ہے جسے فراموش نہیں کیا جاسکتا۔"اردوئے معلیٰ" کو مختلف حیلے اور بہانوں سے برطانوی حکومت نے جبرواستبداد کا نشانہ بنایا کیونکہ اس میں چھپنے والی تحریریں خاص طور پر وہ تحریریں جو حسرتؔ موہانی کے زورِقلم کا نتیجہ تھیں برطانوی حکومت کو اس ملک میں اپنے مستقبل کے حوالے سے سوچنے پر مجبور کردیتی تھیں۔

"اردوئے معلیٰ" نے جنگ آزادی میں اہم کردار ادا کیا اس رسالے نے بڑی بے خوفی اور بڑی بے باکی سے جنگ آزادی سے متعلق مواد کی اشاعت کی اور انگریز حکومت پر کڑی تنقید کی۔جس زمانے میں اردوئے معلیٰ شائع ہوتا تھا اسی دور میں عبدالحلیم شرر کا" دلگداز" اور شیخ عبدالقادر کا" مخزن" شائع ہوتا تھا، لیکن مولانا کی شب و روز کی انتھک محنت سے اردوئے معلیٰ اپنے وقت کا مقبول ترین رسالہ بنا اور دیگر رسالوں میں اس نے نمایاں مقام پایا۔

حسرتؔ کی صحافتی زندگی کے تحقیقی مطالعے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کی صحافتی زندگی چار دہائیوں پر محیط ہیا وران چار دہائیوں پر محیط حسرتؔ کی صحافت پر مزید تحقیق کی جائے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ حسرت اردو کے وہ سیاسی اور ادبی صحافی ہیں جنہوں نے اپنی صحافت سے ہندوستانی عوام کے سیاسی شعور کو بیدار کرنے کا کام کیا ہیخیال رہے کہ حسرتؔ نےنہ صرف ہندوستانی عوام کے سیاسی شعور کو بیدار کیا بلکہ انھوں نے ہندوستانی عوام کی سائنسی اور علمی آگاہی کیلیے مختلف موضوعات پر مضامین شائع کییانھوں نے سائنسی، فلسفیانہ، اخلاقی اور تکنیکی مضامین کے علاوہ انگریزی تراجم بھی شائع کیے۔حسرتؔ نے اردو کے قدیم ادبی سرمائے خصوصاً شعری سرمائےکو ڈھونڈا اور اس کو دوبارہ سے شائع کرکے اسے محفوظ کیا اس لیے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ انھوں نے اردو کی آبیاری میں بھی اپنا حصہ دیا ہے۔انھوں نے اپنے رسالے میں معائبِ سخن، نکاتِ سخن اور محاسنِ سخن جیسی باتوں پر گفتگو بھی کی ہے جس سے نئی نسل کے ادبی ذوق کی تعمیر ہوئی۔

صحافی کیلیے ضروری ہیکہ وہ زبان ایسی استعمال کرے جو کہ آسان، عام فہم ہونے کے ساتھ ساتھ معیاری بھی ہو۔اس تناظر میں جب ہم حسرتؔ کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ پاتے ہیں کہ انھوں نیاردو زبان کو معیاری اور مستند زبان بنانے میں ایک اہم کردار ادا کیا ہے۔انھوں نے مولانا حالی کی گرفت کی اور پنجاب کے شعراء اور ادباء سے معرکہ آرائی بھی کی۔حسرتؔ نے جو زبان" اردو معلی" میں استعمال کی ہے اگر اس کا جائزہ لیں تو یہ واضح ہوتا ہے کہ ان کے یہاں

یہ تو الفاظ اور فقروں کی تمام ابہام ہے اور نہ ہی ان کے یہاں جذبات کی حد سے زیادہ روانی، وہ اس تعلق سے بہت زیادہ محتاط ہیں بلکہ یہ کہا جائے تو زیادہ مناسب ہوگا کہ وہ نہایت کفایت شعار، سادگی پسند اور براہِ راست ہیں۔

ایک اچھا صحافی بہت بیباک ہوتا ہی حسرت بھی ایک بیباک صحافی مشہور ہیں انھوں نے اپنی تحقیق و تنقید میں جس بیباکی کا مظاہرہ کیا ہے اس کی مثال میں ہم اقبال کے ابتدائی کلام پر ان کے سخت اعتراضات اور حالی کی قومی شاعری کے کمزور پہلوؤں کا جائزہ قابل ذکر ہیں۔ انھوں نے جن شعراء کے حالاتِ زندگی اور انتخاب کلام شائع فرمائے ان پر انھوں نے تنقید بھی فرمائی جو کہ ان شعراء کے کلام کو سمجھنے میں بے حد معاون ہے۔ اسی طرح انھوں نے اندر سبھا کا جائزہ بھی لیا ہے اور اس کی خوبیوں پر اپنے انداز میں گفتگو بھی کی ہے۔ شررؔ اور نسیمؔ کے درمیان جب "گلزار نسیم" کو لیکر معرکہ آرائی شروع تھی اس زمانے میں حسرتؔ نے بھی اس معاملے میں وسیع القلبی کے ساتھ حصہ لیا اور "گلزار نسیم" پر اپنے غیر جانبدارانہ خیالات کا اظہار کیا انھوں نے اس پورے معاملے میں کسی بھی فریق کا ساتھ نہیں دیا بلکہ جہاں ایک طرف انھوں نے شررؔ کے خیالات سے اختلاف کیا وہیں دوسری طرف انھوں نے نسیمؔ کے بعض بیانات کی تردید بھی کی۔

حسرت کی صحافت کا تحقیقی جائزہ لینے کے بعد ہم یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ وہ اردو کے ایک ایسے صحافی تھے جن کا نام اردو ادب میں آب زر سے لکھا جانا چاہیے کیونکہ ان کے یہاں وہ تمام چیزیں پائی جاتی ہیں جو ایک اعلیٰ پائے کے صحافی میں پائی جاتی ہیں۔ یہ ان کی صحافت کا ہی اثر تھا کہ انھوں نے ہندوستان کی پارلیمنٹ میں ولبھ بھائی پٹیل سے کہا تھا۔۔۔۔۔

"تم نے وہی کیا جو ہٹلر، ویلزلی، کلائیو نے کیا تھا تم نے اپنی طاقت اور فوجوں کے بل بوتے پر کمزور ریاستوں کی آزادیاں چھینی ہیں میں تم پر اور تمہارے منگے پر لعنت بھیجتا ہوں"۔

☆☆☆